ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
24 تا 30 صفر المظفر 1431ھ/ 9 تا 15 فروری 2010ء

اس شمارے میں

......انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

اللہ کی مغفرت و رحمت کا مستحق کون؟

جہاد بالقرآن: عظیم ترین جہاد

ضربِ توحید اور سیرت محمدی ﷺ کا مکی دور

طالبان کی حکومت کو تسلیم کیوں نہیں کیا گیا؟

میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟

امریکہ کا اگلا ہدف

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

اسلام کا عالمی غلبہ

احادیث نبویؐ میں قیامت سے قبل عالمی غلبہ اسلام کی صریح پیشین گوئی موجود ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ دور لازماً آئے گا اور اُس وقت اصل میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بتمام وکمال پورا ہوگا۔ آج سے چودہ سو سال پہلے خلافت راشدہ کے دور میں اسلامی افواج نے جس طرح تین اطراف میں پیش قدمی کی تھی، اس وقت اسلام کا عالمی غلبہ زیادہ دور نظر نہیں آرہا تھا۔ شمال کی طرف جانے والی افواج نے ایشیائے کوچک میں جا کر دم لیا تھا اور مشرق اور مغرب میں اس تیزی سے فتوحات ہورہی تھیں کہ ع ”رُکتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا!“ کوئی طاقت ایسی نہیں تھی جو اس سیلِ رواں کو روک سکے، لیکن اُس وقت اسلامی انقلاب کو اندرونی طور پر سبوتاژ کیا گیا۔ عبداللہ بن سباء نامی ایک یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھا اور اندرونی طور پر انتشار و خلفشار پیدا کر کے مسلمان کو مسلمان سے لڑا دیا۔ اسی خلفشار کے نتیجے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا اور اس کے بعد چار برس تک مسلمانوں میں خانہ جنگی ہوتی رہی جس میں ایک لاکھ مسلمان ایک دوسرے کی تلواروں اور نیزوں سے قتل ہوگئے۔ اسلامی فتوحات کا سلسلہ نہ صرف رک گیا بلکہ رجعت قہقری کا شکار ہوگیا۔ لیکن اسلام کے عالمی غلبے کا یہ کام ہونا ہے، جس کی خبر محمد رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ اور قرائن بتا رہے ہیں کہ وہ وقت اب دور نہیں ہے۔“

”عظمتِ مصطفیٰؐ“
ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ الانفال

(آیات:25تا27)

الھدیٰ (406)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ
فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ ﴾

”اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کردیں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں، تاکہ (اس کا) شکر کرو۔ اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔“

اہل ایمان کو اس عذاب سے متنبہ کیا جارہا ہے کہ جب آئے گا تو صرف گناہ گاروں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا بلکہ اُن بے گناہوں پر بھی آئے گا جو اپنا فرض ادا نہیں کررہے تھے۔ یعنی دین کی طرف سے عائد ذمہ داریوں سے غافل تھے۔ اگر انسان دین کی خاطر سرفروشی نہیں کررہا تو یہ بھی تو گناہ ہے۔ ٹھیک ہے، آدمی نے شراب نہیں پی، سود نہیں کھایا، نمازیں پڑھتا رہا لیکن اُسے دین کی نصرت بھی تو کرنا تھی، دین کی خاطر تن، من، دھن لگانا تھا۔ اگر یہ نہیں لگایا تو پھر بھی تو جرم کیا۔ فرمایا، جان لو اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تم تھوڑی تعداد میں تھے، جنھیں زمین میں بے بس کیا گیا تھا اور تمہیں اندیشہ تھا کہ لوگ تمہیں اُچک لے جائیں گے۔ اکثریت تمہارا استحصال کرے گی۔ معاشی، سماجی، لسانی اور مذہبی اعتبار سے تمہیں دبالیا جائے گا۔ تو ایسی حالت میں اللہ نے تمہیں پناہ کی جگہ دے دی اور اپنی خاص نصرت کے ساتھ تمہاری مدد اور تائید کی اور تمہیں بہترین پاکیزہ رزق عطا کیا، تاکہ تم شکر کرو۔ گویا مسلمانوں کو مکہ والوں کے ظلم وستم سے نجات دے کر مدینہ میں پناہ دی۔

دیکھئے، یہ آیت پاکستانی مسلمانوں کے پورے طور پر حسب حال ہے۔ ہندوستان میں وہ اقلیت میں تھے۔ ہندو ہر لحاظ سے اُن پر چھائے ہوئے تھے۔ مسلمان کا استحصال کیا جارہا تھا۔ اللہ نے مسلمانوں کو اس صورت حال سے نکالا۔ انہیں پاکستان کی صورت میں ایک آزاد سرزمین میں پناہ دی۔ انہیں نعمتوں کی فراوانی عطا کی۔ اب ہم مسلمانوں کا فرض تھا کہ آزادی کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے، پاک سرزمین پر اللہ کا حکم نافذ کرتے اور پاکستان کو صحیح اسلامی ریاست بناتے۔ مگر ہم نے آزادی کی نعمت کی قدر نہ کی، اور ناشکری کی روش اپنائی، جس کے نتیجے میں ہم آدھا ملک بھی گنوا بیٹھے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں بھی گرفتار ہوئے۔

اے اہل ایمان! اللہ اور اُس کے رسولؐ سے خیانت مت کرو۔ ایمان کا دم بھرنا اور پھر اللہ کے دین کو مغلوب دیکھ کر اپنے کاروبار، ملازمت، پروفیشن اور جائیدادوں کے بنانے میں لگے رہنا، اس سے بڑی خیانت، بے وفائی اور غداری اور کیا ہوگی۔ سب سے بڑی خیانت تو اللہ کی امانت کے ساتھ ہے کہ اللہ کی پھونکی ہوئی روح کا حق ادا نہ کیا جائے۔ ہمارے پاس دین کی امانت ہے، قرآن کی امانت ہے، شریعت کی امانت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بڑی بڑی امانتیں ہیں۔ اگر ان میں خیانت کی تو ایمان کہاں ہوا۔ اور یہ بات تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

توکل کا صحیح مفہوم

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) (رواہ الترمذی)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اگر تم اللہ پر بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتے ہیں۔“

تشریح: جس طرح پرندے صبح کے وقت خالی پیٹ ادھر ادھر پرواز کرتے ہیں اور تگ ودو سے رزق کی تلاش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں رزق بہم پہنچاتا ہے اور وہ بوقت شام فرحاں وشاداں اپنے گھونسلوں کو لوٹتے ہیں، اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے ہر میدان اور ہر موڑ پر محنت ومشقت سے کام لیں مگر بھروسہ اپنی محنت اور وسائل کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ پر کریں تو ان کی کامیابی یقینی ہوجائے گی۔ امن کی حالت ہو یا جنگ کی کیفیت، صحت وسلامتی ہو یا مرض اور بیماری ان کا بھروسہ صرف اور صرف خالق کائنات پر ہونا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجامِ گلستاں کیا ہوگا!......

صدرِ پاکستان کو عدالتوں کا سامنا کرنے سے استثناء حاصل ہے۔ صدر کو یہ استثناء حاصل نہیں ہے۔ ہے اور نہیں ہے کا ملک بھر میں شوروغوغا ہے۔ آئینی اور قانونی ماہرین کے دلائل ٹکرا رہے ہیں۔ ہم آئینی ماہر نہیں ہیں کہ کسی فریق کی طرف سے میدان میں اتریں، البتہ ہم یہ جانتے ہیں کہ انبیاء اور رُسل کے علاوہ اس دنیا فانی میں کوئی معصوم نہیں ہے۔ اور انسان خطا کا پتلا ہے، نسیان انسانی فطرت کا لازمہ ہے، لہٰذا خدا فراموشی یا خود فراموشی جب بھی غالب آتی ہے تو گناہ اور غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔ معروف طریقہ تو یہ ہے کہ اگر ناحق الزام لگے تو اُسے رد کرو اور وقت کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ غلطی سرزد ہو گئی ہے تو قبول کرو، جرم کی نوعیت کے حوالہ سے معافی بھی مل سکتی ہے، تلافی بھی کی جاسکتی ہے اور سزا بھی بھگتنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن کسی شخص پر الزام بلکہ الزامات لگیں اور وہ جواباً کہے یا اُس کی طرف سے کہا جائے کہ اس شخص کو تو استثناء حاصل ہے، عجب بے ہودگی ہے، مکمل طور پر نان سنس ہے۔ کیا استثناء کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ فلاں شخص کو یا فلاں منصب دار کو جرائم کے ارتکاب کا لائسنس دے دیا گیا ہے؟ کیا بندوق کے لائسنس کی طرح جرم کا لائسنس بھی رکھا جاسکتا ہے اور تقسیم کیا جاسکتا ہے؟ جرم کرو اور لائسنس دکھا دو، جیسے کار ڈرائیور ٹریفک انسپکٹر کو ڈرائیونگ لائسنس دکھاتا ہے۔ صدر زرداری کے دفاع میں اگر پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی جیالا یہ کہے کہ میری سرکار نے تو کبھی ایک پیسہ کی کرپشن نہیں کی تو مخالف فریق چاہے اس پر آسمان گرنے کا خطرہ محسوس کرے اس دفاع کو بے ہودگی اور غیر اخلاقی جواب قرار نہیں دے سکتا۔ بال عدالت کی کورٹ میں چلا جائے گا اور فیصلہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ الزامات کا جواب یہ دیں کہ ملزم کو استثناء حاصل ہے تو یہ جہالت، بے ہودگی اور غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ اعترافِ جرم کے مترادف بھی ہے۔ ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ صدر صاحب کی مشاورتی فوجِ ظفر موج میں قانون دان اور آئین شناس قطار اندر قطار موجود ہیں۔ اعتزاز احسن اور ڈاکٹر بابر اعوان سمندر پی جانے والوں کے ہونٹ خشک ثابت کر دیتے ہیں۔ اُنہوں نے صرف چند کروڑ فیس لے کر پنجاب بنک لوٹ لینے والوں کو معصوم ثابت کرنے کے لئے اپنی قانونی مہارت بلکہ جگلری (Jugglery) کا مظاہرہ کر کے اٹھارہ کروڑ پاکستانیوں سے داد وصول کی ہے۔ پھر صدر صاحب کو ڈر کس بات کا ہے اور وہ استثناء کی چھتری کیوں استعمال کرنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ سچے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ جلسوں میں آستینیں چڑھا چڑھا کر سازشیوں سے نمٹنے کا اعلان کریں، بڑھکیں ماریں، وہ عدالتوں کا رخ کریں۔ اُنہیں خوف کس بات کا ہے؟ بزرگوں نے کہا ہے سانچ کو آنچ کیا! ہاں صرف ایک بات ہے، ایک خوف ہے، اب انصاف کی کرسی پر ایک ایسا دیوانہ بیٹھا ہے جس نے وردی پوش جرنیل کو کہہ دیا تھا "میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا"۔

پارلیمانی نظام میں پارٹی کا سربراہ جیت جانے کی صورت میں وزیراعظم بنتا ہے، پاکستان سمیت تمام دنیا بھر میں یہی ہوتا ہے، لیکن آصف علی زرداری نے پارٹی کا شریک چیئرمین ہونے کے باوجود صدر بننا پسند کیا۔ یہ نکتہ یقیناً قابل غور ہے، کیا اُن کے دل میں چور تھا؟ وہ جانتے تھے کہ N.R.O جیسا احمقانہ، غیر منطقی اور غیر فطری آرڈیننس قانون نہ بن سکا تو اُن کے گلے میں پھندا پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا وہ صدر بن کر آرٹیکل 248 کی چھتری تلے پناہ لے لیں، اس لئے کہ وزیراعظم کو یہ تحفظ حاصل نہیں ہے۔

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 07
24 تا 30 صفر المظفر 1431ھ
9 تا 15 فروری 2010ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

وزیر اعظم کا ذکرِ خیر آیا تو اُن کی بھی سن لیں، وہ تنی ہوئی رسی پر چلنے کا ایسا کمال مظاہرہ کر رہے ہیں کہ اہل سرکس انگشت بدنداں ہیں، بلکہ وہ احساسِ کمتری کا شکار ہو گئے ہیں۔ وزیر اعظم اس مرتبہ ایوانِ اقتدار سے فارغ ہوئے تو جیل نہیں جائیں گے، اُن کے لئے اب یہ نیا میدان کھلا ہے، جس میں اُنہوں نے بڑی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے۔ لہٰذا اُن کا مستقبل روشن ہے۔ افسوس صد افسوس کیسے کیسے لوگ اُس جماعت کے چودھری بن چکے ہیں جس نے نعرہ بلند کیا تھا کہ اسلام ہمارا دین ہے، جس نے معاشی مساوات کا نعرہ لگایا تھا، جمہوریت جس نے اپنی سیاسی شناخت بتائی تھی۔

اس جماعت کے لیڈران کرام اور جیالے مہنگائی سے چیختی چلاتی عوام سے لاتعلق ہو کر ملک میں پھیلی ہوئی بدامنی اور لاقانونیت کو نظر انداز کرتے ہوئے بیرونی دشمنوں کے جارحانہ انداز پر آنکھیں بند کر کے عالمی اور خطے کی صورت حال سے بے فکر ہو کر صرف زرداری صاحب کو جہیز میں ملی ہوئی صدارت کو بچانے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ وہ عدالت عظمٰی سے ٹکراؤ مول لینے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس میں حکومت کا تیا پانچہ ہو جائے یا سارے نظام کا انجام ”دمادم مست قلندر“ ہو، اُنہیں کوئی غم نہیں۔ ہمارے نزدیک بھی اقتدار کی اسی میوزیکل چیئر گیم میں ”گاؤ آمد و خر رفت، اور خر آمد و گاؤ رفت“ کا ہی معاملہ ہے۔ اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ تشویش صرف اس بات کی ہے کہ اداروں کے گتھم گتھا ہونے سے کہیں جیالوں کا یہ نعرہ ”ایک زرداری سب پر بھاری“ اس شکل میں درست ثابت نہ ہو جائے ”ایک زرداری پاکستان پر بھاری“۔ آخر میں ہمارے پاس کہنے کو اس کے سوا کیا ہے۔

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہوگا!

اللہ کی مغفرت و رحمت کا مستحق کون؟

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے ایک گزشتہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! آج ہر شخص یہ سوچ رہا ہے کہ اس امت پر جو کڑا وقت آن پڑا ہے اس کے کیا اسباب ہیں؟ یعنی۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سوال اور گھمبیر ہوتا جارہا ہے، جبکہ امت کا حال بقول اقبال یہ ہے۔

اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام میرا
قبضے سے امت بے چاری کے، دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

امت مسلمہ کی زبوں حالی کے اسباب کی بار ہا نشاندہی کی گئی تھی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دراصل آنحضور ﷺ کی بعثت کے بعد اس روئے ارضی پر یہ امت مسلمہ اللہ کی نمائندہ ٹھہری۔ اس کے ذمہ تھا کہ جو نور و ہدایت آنحضور ﷺ کی وساطت سے اس کو ملا تھا اسے مشعل راہ بنا کر نوع انسانی کے سامنے دین اسلام کے حق ہونے کی گواہی دے۔ اگر اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گی تو بقیہ اقوام پر عذاب تو آخرت میں آئے گا لیکن اس امت کو اس دنیا میں بھی اس بدعملی کی سزا ملے گی۔ اس کی مثال سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل ہے۔ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی برتی تو اللہ نے اس دنیا ہی میں ان پر ذلت و مسکنت کا عذاب مسلط کر دیا:

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ﴾

"اور ان پر ذلت و مسکنت دے ماری گئی۔"

اب یہی ذلت اور مسکنت مسلمانوں پر طاری ہے۔

ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہے اس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟ امت کی مجموعی حالت اس وقت بدلے گی جب امت کا ایک بڑا حصہ اجتماعی توبہ کرے اور آئندہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہو جائے تو یہ امت اللہ کی رحمت کی مستحق ہو جائے گی۔

آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا مشن صرف ایک تھا کہ اللہ کے دین کو غالب کرنا ہے۔ انہوں نے اس کے لئے جان و مال ہر طرح کی قربانی دی۔ اگر اب بھی امت یہ کام کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائے تو اللہ کی مدد اس کے بھی شامل حال ہو جائے گی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام کرنا کیسے ہے؟ اس کے لئے رہنمائی سورۃ آل عمران میں دی گئی ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾﴾

"مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔ اور سب مل کر اللہ (کی ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔"

اِن آیات میں مسلمانوں کو ایک سہ نکاتی لائحہ عمل دیا گیا ہے، جو یہ ہے:

(1) ہر فرد اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔
(2) یہ افراد قرآن کو بنیاد بناتے ہوئے ایک جماعت کی صورت اختیار کریں۔
(3) یہ جماعت ایسی ہو جو تین کام کرے۔
(i) خیر کی طرف بلائے۔
(ii) معروف کا حکم دے۔
(iii) منکر سے روکے۔

جو لوگ یہ کام کریں گے ان کے لئے فلاح کی نوید ہے۔ مسلمان امت میں زوال کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ قرآن و حدیث نے متعین کر دیا کہ اہل اللہ کا اصل فریضہ ہی یہی ہے۔

حدیث نبویؐ ہے کہ "تم میں سے جو بھی منکر کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ ہاتھ (قوت) سے اسے روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہے"۔

نہی عن المنکر کا طریقہ کیا ہو گا؟ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہر برائی کے خلاف محاذ آرائی اختیار کر لی جائے یعنی آدمی جہاں منکر دیکھے وہاں بھڑ جائے۔ دوسری انتہائی سوچ یہ ہے کہ اللہ نے جسے جس حال میں رکھا ہے وہ اسی حال میں کام کرے۔ یعنی اگر قوت نہیں ہے تو دل ہی میں برا

جائے، ہاتھ یا زبان سے روکنے کے لئے قوت حاصل کرنا ضروری نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نبویؐ طریقہ یہ ہے کہ جب تک قوت نہیں تھی تو آپؐ اور صحابہ کرام ؓ زبان سے برا کہتے رہے لیکن جب اللہ نے اعوان و انصار فراہم کر دیے اور ایک مضبوط جماعت وجود میں آ گئی تو کفر کو للکارا گیا۔ نہی عن المنکر بالید کے اس مرحلہ کا آغاز غزوۂ بدر اور انجام فتح مکہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جو لوگ خود تقویٰ کی روش پر گامزن ہوں وہ تربیت اور تنظیم کے مراحل سے گزر کر پہلے اپنی قوت کو بڑھائیں۔ یہاں تک کہ وہ جماعت ایک مضبوط قوت بن کر باطل پر برسے۔

اگر یہ ساری بات سمجھ میں آ جائے تو بعض اوقات انسان سمجھتا ہے کہ میں تو معصیت میں اتنا دور جا چکا ہوں کہ شاید اب واپسی کا کوئی امکان نہیں رہا۔ جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیم یہ ہے کہ سابقہ جتنی بھی کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں اگر انسان کو ان کا احساس ہو جائے اور وہ رجوع کرنا چاہے تو موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے ان کی بخشش کا موقع ہے جیسا کہ سورۃ الزمر میں فرمایا گیا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ؀﴾

"اے نبیؐ! آپؐ فرما دیں ان بندوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہوں (کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

کسی نے بڑے سے بڑا گناہ کیا لیکن جب تک موت کے واضح آثار شروع نہیں ہو جاتے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ البتہ قاعدہ یہی ہے کہ جو طالب ہدایت ہو اللہ اسی کو ہدایت دیتا ہے۔ اس لئے کسی کو اگر پشیمانی اور ندامت ہو اور وہ توبہ کرے تو اللہ کی رحمت کا مستحق ہو جائے گا۔

انسان جب کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ اس لئے کہ اسے آخرت میں اس کا وبال بھگتنا ہوگا۔ وہ گناہوں کے ارتکاب سے اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی کے راستے بند کرتا ہے۔ اللہ نے اسے تو احسن التقویم پر پیدا کیا تھا اگر وہ اسفل السافلین کی طرف رخ کئے ہوئے ہے تو یہ اس کا اپنے اوپر ظلم ہے۔

اسی طرح یہ طرزِ عمل بھی غلط ہے کہ ہم یہ خیال کر کے کہ اللہ ہمارے گناہ بخش دے گا، اس کے احکامات کی پروا نہ کریں۔ یہ تعلق دراصل دو طرفہ ہے یعنی اللہ کی بخشش و رحمت کا دائرہ اگرچہ بہت وسیع ہے لیکن ہمیں خود کو اس بخشش کا اہل ثابت کرنا ہوگا۔ چنانچہ آگے فرمایا:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ؀ وَاتَّبِعُوْٓا

حافظ عاکف سعید

پٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں بڑھا کر حکومت نے مہنگائی سے سسکتی قوم پر ایک اور تازیانہ برسایا ہے

شمالی وزیرستان پر امریکی میزائلوں کی بارش سے حکومت کی رِٹ چیلنج نہیں ہوتی

حکومت نے تو ان حملوں کی رسمی طور پر مذمت کرنا بھی ترک کر دیا ہے

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہا کہ پٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں بڑھا کر حکومت نے مہنگائی سے سسکتی قوم پر ایک اور تازیانہ برسایا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حیرت کی بات ہے کہ عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتیں مسلسل گر رہی ہیں صرف ماہ جنوری میں سترہ ڈالر فی بیرل کمی واقع ہوئی ہے لیکن ہمارے حکمران بلا سوچے سمجھے قیمتوں میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں اُنہوں نے کہا کہ پٹرول اور ڈیزل سے صنعت اور زراعت کا پہیہ حرکت میں آتا ہے لہٰذا ان کی مہنگائی سے ہر شے کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اُنہوں نے حدیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ فقر انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جوں جوں مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے ڈاکہ زنی، قتل و غارت اور خودکشیوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ سچ یہ ہے کہ دین سے دوری اختیار کرنے سے ہم پر خوف اور بھوک مسلط ہو چکی ہے۔ ایک طرف حکمران بھارتیوں اور امریکیوں کے خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہیں اور دوسری طرف گرانی سے عوام کو زندہ درگور کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں ایک ایسے عادلانہ نظام کی ضرورت ہے۔ جس میں وسائل اور مواقع سب میں یکساں تقسیم ہوں۔ طبقاتی تقسیم ختم ہو جائے۔ غیر سودی معاشی نظام نافذ ہو تاکہ عوام کا استحصال نہ کیا جا سکے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر موجودہ ظالمانہ فرسودہ نظام کو نہ بدلا گیا تو ہم تباہی سے نہ بچ سکیں گے۔

(پریس ریلیز: 01 رفروری 2010ء)

کیا امریکی ڈرون حملوں سے حکومت کی رِٹ چیلنج نہیں ہوتی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ دن رات رِٹ کی رَٹ لگانے والے حکمران شاید امریکہ کا یہ حق سمجھتے ہیں کہ وہ جب چاہے اور جتنے چاہے پاکستانیوں کو ہلاک کر دے۔ اب تو حکومت نے رسمی طور پر بھی ان حملوں کی مذمت کرنا ترک کر دیا ہے اُنہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے اب یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ڈرون حملے اُس کی مرضی اور حمایت سے ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جو حکمران اپنی عوام کو غیروں سے مرواتے ہیں ایک دن خود بھی اِن حملوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ غیرت مند اور جنگجو قبائلیوں کے غیض و غضب کو دعوت دینا وطن عزیز کو بہت مہنگا پڑ سکتا ہے۔ اُنہوں نے عوام سے اپیل کی کہ ڈرون حملوں کے خلاف زبردست احتجاجی مہم شروع کر کے حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ ڈرون طیاروں کو گرا کر قبائلیوں کی جانیں محفوظ کریں۔ یہ حکومتِ پاکستان کی فرضِ منصبی ہے۔

(پریس ریلیز: 03 رفروری 2010ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾

"اور رجوع کرو اپنے رب کی جانب اور اس کے سامنے اپنے سر جھکا دو، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور پیروی کرو اس بہترین شے کی جو تمہارے رب نے تمہاری جانب نازل کی ہے، قبل اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تمہیں کچھ خبر بھی نہ ہو"۔

توبہ یہ ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ رجوع سابقہ گناہوں پر پشیمانی، ندامت اور خجالت کے جذبات کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے جو حکم آئے اس کی تعمیل کے لئے سر توڑ کوشش کی جائے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو زندگی میں مقدم ترین حیثیت حاصل ہو۔ یہ کام اقوام کے لئے اللہ کے عذاب کی علامات کے ظہور سے پہلے ہونا چاہئے اور افراد کے لئے موت کی گھڑی آنے سے پہلے ہوگا، کیونکہ اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

توبہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ کلام اللہ (الہدیٰ) کی پیروی کی جائے۔ ہم ہر نماز میں اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے ہیں ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ اس دعا کے نتیجہ میں اللہ نے یہ پورا قرآن عطا فرمایا ہے۔ لیکن ہماری کم ظرفی یہ ہے کہ ہم اس ہدایت کو خوبصورت جزدان میں لپیٹ کر اونچی جگہ رکھ چھوڑتے ہیں اور اسے کھولنے کے لئے تیار نہیں حالانکہ یہ کتاب ہماری زندگی کے ہر ہر مرحلہ پر ہمیں رہنمائی مہیا کرتی ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا گیا:

﴿أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٥٩﴾﴾

"کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے کہ ہائے افسوس میں اللہ کی جناب میں زیادتی کرتا رہا اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں شامل رہا۔ یا کوئی شخص اس دن افسوس سے یوں کہے کہ کاش اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو آج میں متقین میں شامل ہوتا۔ یا جس وقت وہ عذاب کو سامنے دیکھے تو حسرت بھرے لہجے میں کہے کہ کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے تو میں محسنین میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا جائے گا کیوں نہیں! میری آیات تجھ تک پہنچی تھیں پس تو نے اسے جھٹلایا اور استکبار کا مظاہرہ کیا اور تو تھا ہی کافروں میں سے"۔

یہ کسی ایک فرد کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ہماری قوم میں ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو یہ سوچ رکھتا ہے۔ سابق فوجی آمر پرویز مشرف کو اپنے بارے میں غرّہ تھا کہ انہوں نے پاکستان کی حفاظت و سلامتی کے لئے بہت کام کیا ہے حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح ہم نے دینِ اسلام سے بے وفائی کر کے اپنی آزادی و خودمختاری امریکہ کے ہاتھوں رہن رکھ دیا ہے یہ سخت گھاٹے کا سودا ہے۔ اس بارے میں شاعرِ مشرق نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

آج کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کا مستحق بننے اور عالمِ کفر کی سازشوں سے بچنے کے لئے ہمارے پاس صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اجتماعی توبہ کی روش اختیار کرتے ہوئے اللہ کی جناب میں رجوع کریں اور یہاں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے کے لئے اپنا تن من دھن لگا دیں۔

❀❀❀

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

انجینئر عبدالرزاق اویسی ٹوبہ

اپنی اُمت کے لیے کی آہ و زاری آپؐ نے
کی نچھاور زندگی ساری کی ساری آپؐ نے

خارزارِ بُت پرستی میں کھلے وحدت کے پھول
اپنے اطہر خوں سے کی جب آبیاری آپؐ نے

اُن کو سینے سے لگایا جو تھے بے برگ و نوا
کی یتیموں بے کسوں کی پاسداری آپؐ نے

چھینا جھپٹی، ہاؤ ہو، جور و جفا جاتا رہا
خون کے پیاسوں کو بخشی جاں نثاری آپؐ نے

جن کی اپنے گھر محلے میں بھی شنوائی نہ تھی
ایسے ناچاروں کو بخشی تاجداری آپؐ نے

یا صنم تھا وِرد جن کا 'یا صمد' جپنے لگے
لا الٰہ کی یوں لگائی ضرب کاری آپؐ نے

اب لگے کہلانے سید جو تھے صدیوں کے غلام
حکمرانوں کو عطا کی خاکساری آپؐ نے

پایا مُشتِ خاک نے رشکِ ملائک کا خطاب
جب سے پہنی خلعتِ محبوبِ باری آپؐ نے

آپؐ کے در سے اویسی کو ملا فنِ سخن
اور سکھلائی ہے اس کو قلمکاری آپؐ نے

جہاد بالقرآن: عظیم ترین جہاد

حافظ محمد مشتاق ربانی

جہاد کے معنی کسی قوت کے مقابلے میں محنت اور کوشش کرنے کے ہیں۔ جہاد دین اسلام کی وہ اصطلاح ہے جسے حدیث مبارکہ میں ذروۃ السنام یعنی دین کی چوٹی قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا تصور حیات اور جذبہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی رضا و خوشنودی کا ضامن قرار دیتا ہے۔ اس عظیم عمل کی مختلف اقسام ہیں، جن میں سے ایک قسم جہاد بالقرآن ہے۔ جہاد کی یہ قسم صرف سورۃ الفرقان میں وارد ہوئی ہے۔ سورۃ الفرقان میں دراصل ان شبہات و اعتراضات پر کلام کیا گیا ہے جو قرآن، محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور آپؐ کی پیش کردہ تعلیم پر کفارِ مکہ کی طرف سے پیش کیے جاتے تھے۔ اسی لیے اس سورۃ مبارکہ میں جہاد بالقرآن کی اصطلاح وارد ہوئی ہے۔

جہاد بالقرآن کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن حکیم کے ذریعے سے انذار و تبشیر اور اس کے دلائل سے باطل نظریات و تصورات کی بیخ کنی کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ (الفرقان:52)

”اور آپؐ ان کافروں کا کہنا نہ مانیں اور اس (قرآن) کے ذریعے سے ان سے بڑا جہاد کریں۔“

یہ آیت مکی ہے اور مکہ المکرمۃ میں جنگ کرنے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اس لیے یہاں جہاد کو ”بہ“ کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے۔ ابن عباس ؓ کے مطابق ”بہ“ میں ضمیر کا مرجع قرآن کی طرف ہے۔ شاید آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس سے پہلے قرآن حکیم کا ذکر تو نہیں ہوا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن حکیم میں کئی ایسی ضمائر مل جائیں گی، جن سے پہلے ان کے مرجع کا ذکر تو نہیں ہے لیکن وہ قرائن سے متعین کی جاتی ہیں جیسا کہ سورۃ الفرقان کی آیت 50 میں ہے ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا﴾ یہاں پر بھی ”صرفنا“ کے بعد ضمیر ”ہ“ قرآن کی طرف ہے، حالانکہ اس سے پہلے قرآن کا ذکر نہیں ہے۔

جہاد صرف تلوار سے ہی نہیں بلکہ دین کی دعوت دینا بھی جہاد کی ایک قسم ہے جو قرآن حکیم کے ذریعے سے انجام دینی چاہیے۔ جہاد کی اس قسم کے بارے میں ڈاکٹر محمود غازی ”محاضرات قرآنی“ (ص:15) میں کہتے ہیں: ”یہ جہاد بالقرآن وہ جہاد ہے جس کے نتیجہ میں مجاہدین کی ایک پوری نسل تیار ہوتی ہے۔ اسی کے نتیجے میں اسلامی معاشرہ کی ایک مضبوط علمی، فکری اور روحانی بنیاد استوار ہوتی ہے اور اسی کے نتیجے میں لوگوں کے جسم خاکی نہیں بلکہ روح و قلب فتح ہوتے ہیں۔ تلوار کے جہاد سے لوگوں کی گردنوں کو فتح کیا جاتا ہے، لیکن قرآن مجید کے ذریعہ سے جو جہاد کیا جاتا ہے اس سے لوگوں کے دل، ان کی روحیں اور ان کے قلب و دماغ متاثر ہوتے ہیں، اس لیے بجا طور پر یہ جہاد کبیر کہلائے جانے کا مستحق ہے“۔

جہاد کی جتنی اقسام قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے صرف جہاد کی یہ قسم جہاد کبیر کہلائی ہے۔ جہاد کا یہ پہلو جہاد کی عسکری تعبیرات کی وجہ سے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ اس بات کا یہ مفہوم بھی نہ سمجھا جائے کہ جہاد کی باقی اقسام کی اہمیت اور ضرورت کسی قدر کم ہے۔ نہیں! بلکہ جہاد کے ہر پہلو کی اپنے اپنے مقام پر ایک منفرد افادیت اور ضرورت ہے۔

جہاد بالقرآن کے کئی گوشے ہیں لیکن یہاں صرف دو گوشوں میں کام کرنے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

1- قرآن حکیم کے ذریعے دین کی دعوت و تبلیغ

سورۃ الفرقان کی آیات 51، 52 میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ آنجناب ﷺ کی بعثت کسی ایک خطہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ آپ تمام انسانیت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں، لہٰذا آپ کو چاہیے کہ اس قرآن کے ذریعے سے بڑے وسیع پیمانے پر جدوجہد کریں۔ قرآن کے ذریعے سے جہاد کا حاصل اس کے احکام کی تبلیغ اور انسانیت کو اس کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام:19)

”اور یہ قرآن مجھ پر اس لیے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سے میں تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں۔“

اسی بات کو ایک اور انداز میں یوں فرمایا گیا:

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾ (مریم:97)

”اے پیغمبر! ہم نے یہ (قرآن) تمہاری زبان میں آسان کیا ہے، تاکہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری پہنچا دو اور جھگڑا کرنے والوں کو ڈر سنا دو“۔

2- مغرب کے فلسفیانہ نظریات کی تردید

جہاد بالقرآن کا دوسرا اہم میدان مغرب کے فلسفیانہ افکار کی تردید ہے جنہوں نے انسان کو صرف مادہ پرست بنا دیا ہے، وہ نظریات چاہے سوشلزم کی شکل میں ہوں یا نیشنلزم کی صورت میں۔ یہ اور ان جیسے دیگر نظریات کی تاثیر کے بارے میں ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم اپنی کتاب ”قرآن اور علم جدید“ کے تعارف میں لکھتے ہیں: ”میرے نزدیک اسلام کے انحطاط کی وجہ مغرب کے وہ فلسفیانہ تصورات ہیں جن کا اثر فضا میں چاروں طرف پھیل گیا ہے اور جن سے ہمارے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقات مساوی طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ ان تصورات نے زیادہ تر بالواسطہ اور غیر شعوری طور پر اپنا اثر پیدا کر کے اسلام کی محبت ہم سے چھین لی ہے جیسے کہ ایک مخفی مرض کے جراثیم اندر ہی اندر ایک اچھے بھلے آدمی کی صحت اور طاقت کو سلب کر لیں اور اسے ناگہاں معلوم ہو کہ وہ موت کے دروازے پر کھڑا ہے۔“

مغرب کے ان ملحدانہ نظریات کی تردید کے لیے ہمیں ایسے مسلمان سائنسدانوں کی ضرورت ہے جو ایک

طرف مغرب کے ان ملحدانہ تصورات سے بخوبی واقف ہوں اور دوسری طرف قرآن وحدیث کا گہرا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ منطق، تاریخ، مابعد الطبعیات، نفسیات اور عمرانیات میں بھی گہرا مطالعہ رکھتے ہوں۔ ان تمام خصوصیات کے ساتھ ساتھ ان میں خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو، گویا وہ ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر:28) ''اللہ تعالیٰ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں'' کی عملی تفسیر ہوں۔

اگرچہ جہاد بالقرآن کی اپنی سطح پر انتہائی اہمیت ہے لیکن کہیں اس کے جلو میں جہاد بالسیف اوجھل نہ ہو جائے۔ جہاد بالسیف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ خود قرآن حکیم میں اس کی ضرورت پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ کئی سورتوں کا موضوع ہی جہاد بالسیف ہے جیسے سورۃ الصف، سورۃ القتال (سورۃ محمدؐ) سورۃ الانفال، اور سورۃ التوبۃ وغیرہ۔ لہٰذا ہمیں ایک طرف اپنی جنگی صلاحیت میں اضافہ کرنا اور مسلمان دنیا پر ہونے والے مظالم کا کفار کو جواب دینا چاہیے اور دوسری طرف مجاہدین کی تیاری کے لیے جہاد بالقرآن کے عظیم مشن کو تیز تر کرنا چاہیے۔

افسوسناک بات ہے کہ جس طرح آج ہم ایٹمی ٹیکنالوجی کی حفاظت کے سلسلے میں زیادہ چاق چوبند نہیں ہیں اور ہم جہاد بالسیف سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب موجود ہے جو لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے نازل کی گئی ہے لیکن ہم اس کو چھوڑ کر انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں اور اپنے قائدین کے افکار و نظریات کے ذریعے سے دعوت و تبلیغ اور مغرب کے ملحدانہ نظریات کی تردید کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہمیں قرآن حکیم کو ذریعہ دعوت اختیار کرنا چاہیے اور اسی کے ذریعے سے مغرب کے مفسدانہ نظریات کی بیخ کنی کرنی چاہیے۔

☆☆☆

دعائے مغفرت کی اپیل

تنظیم اسلامی سمن آباد لاہور کے ملتزم رفیق تنویر حسین کی خالہ صاحبہ وفات پا گئیں

قارئین اور رفقاء و احباب سے ان کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

> اسلامی تحریک کا پہلا باب دعوت توحید کی پرعزم اور غیر متزلزل جدوجہد پر ہی مشتمل رہا ہے۔ اس مرحلے میں فتح کا مطلب ہی طاغوت کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتا کیے بغیر عزم اور ہمت کے ساتھ دعوت توحید پر ڈٹے رہنا ہے

ضربِ توحید اور سیرتِ محمدی ﷺ کا مکی دور

مدثر رشید

طائف میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا بے انتہا صبر و ثبات آپ کی عظیم الشان فتح تھی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس میں اللہ کی مدد پے در پے آنا شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے تو اوس و خزرج میں صلح ہو گئی اور پھر مصعب بن عمیرؓ کی دعوت پر ان کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے، اور اس کے بعد انہی کی فرمائش پر آپ ﷺ نے مدینے کے سردار کی حیثیت سے وہاں ہجرت فرمائی۔ پھر غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی معجزانہ فتح یہ سب آپ ﷺ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا جس میں اسباب کا عمل دخل بہت کم تھا۔ اللہ اس حقیقت کو قرآن میں یوں واضح فرماتے ہیں:

﴿وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (سورۃ انفال)

''اور اگر یہ چاہیں کہ تمہیں فریب دیں تو اللہ تمہیں کفایت کرے گا۔ وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے سے تمہاری تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے۔ تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے۔ مگر وہ اللہ ہے جس نے ان لوگوں کے دل جوڑے۔ یقیناً وہ بڑا راست باز اور دانا ہے۔ اے نبی ﷺ، تمہارے لئے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لئے تو بس اللہ ہی کافی ہے''۔

پھر غزوۂ بدر میں اللہ کی مدد اس صورت میں نازل ہوئی:

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (سورۃ الانفال)

''پس تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور تم نے (ریت) نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ تو یہ اس لیے تھا کہ اللہ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔ یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے''۔

گویا اس کے بعد اللہ کی خصوصی مدد کا سلسلہ تادیر رسول اکرم ﷺ اور ان کے اصحابؓ کے ساتھ جاری رہا۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کی تحریک دعوت میں وہ مقام فیصلہ کن تھا جب ساڑھے نو سو سال کی پرعزم جدوجہد کے بعد انہوں نے اپنے رب کو پکارا:

﴿قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (الشعراء)

''پروردگارا میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا۔ سو تو میرے اور ان کے درمیان ایک کھلا فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ (ایمان لانے والے) ہیں ان کو بچا لے''۔

﴿فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (القمر:10)

''تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اے اللہ!) میں (ان کے مقابلے میں) کمزور ہوں۔ تو (ان سے) بدلہ لے''۔

اس پکار کے نتیجے میں اللہ کا مذکورہ قانون حرکت میں آیا اور اس کی خصوصی مدد سے کافروں کو غرق کر دیا گیا۔

اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم پر دعوت توحید سے اتمام حجت کر دیا اور اس راہ میں عزم و استقلال

کے ساتھ قربانیاں پیش کیں تو بھی قانون حرکت میں آیا:

﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (المومنون)

”کہا، کہ اے پروردگار! انہوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے، تو میری مدد کر۔ (اللہ نے) فرمایا کہ وہ تھوڑے ہی عرصے میں پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔ سو ان کو وعدۂ حق کے مطابق زور کی آواز نے آ پکڑا، تو ہم نے ان کو کوڑا کر ڈالا، پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے“۔

اسی طرح صالح علیہ السلام نے اپنی قوم پر شہادت علی الناس کی ذمہ داری ادا کی اور ان کی فرمائش پر اللہ کے اذن سے اونٹنی کا معجزہ تک دکھا دیا۔ لیکن اس کے باوجود جب ان کی قوم نے دعوت توحید کو جھٹلایا، اللہ کی اونٹنی کو مارا اور پھر خود صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو وہی قانون حرکت میں آ گیا کہ اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی:

﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝﴾ (النمل)

”اور وہ ایک چال چلے اور ہم بھی ایک چال چلے اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی، سو دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا؟ ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا۔ اب یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں“۔

اور حضرت لوط علیہ السلام نے بے بسی میں کہ جب عذاب لے کر فرشتے ان کے پاس خوبصورت لڑکوں کی شکل میں مہمان بن کر آئے، تو ان کی قوم کے لوگوں نے جو فعل بد کی قبیح برائی میں مبتلا تھے، لوط علیہ السلام کی دردمندانہ التجا کے باوجود ان کو بھی نہ بخشنے کی ٹھان لی تو، انہوں نے اپنے رب کو پکارا:

﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝﴾ (ہود)

”اے کاش! مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا“۔

اس پر پھر وہی قانون حرکت میں آیا۔ پہلے تو قوم کی آنکھیں مٹا دی گئیں اور پھر اگلی صبح ہی ان پر دردناک عذاب نازل ہو گیا۔

اور بالکل یہی صورت حال موسیٰ علیہ السلام کی تحریک دین میں اس وقت آئی جب فرعون اور اس کے سرداروں نے واضح معجزات دیکھنے کے بعد بھی ان کی دعوت کو قبول نہ کیا، تو موسیٰ وہارون (علیہما السلام) کی زبان سے متیٰ نصر اللہ کی پکار ان الفاظ میں نکلی:

﴿وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (سورۂ یونس)

”اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیے۔ اے ہمارے رب! (کیا یہ اس واسطے دیے ہیں) کہ وہ تیری راہ سے گمراہ کر دیں؟ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، سو یہ ایمان نہ لانے پائیں، یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا! تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں“۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ دعا کرنا کہ ان کے اور ان کی قوم کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے (الاعراف:89)، ابراہیم علیہ السلام کو بت شکنی کے جرم میں تن تنہا آگ کے الاؤ میں ڈالا جانا اور آگ کا ٹھنڈا ہونا (الانبیاء:68 تا 70)، حضرت یوسف کا صبر اور ہمت کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا اور پھر اس کے نتیجے میں بے قصور ثابت ہونا اور منصب حکومت پر فائز ہونا (سورۂ یوسف: 50 تا 57)، اصحاب کہف کا توحید پر ڈٹے رہنا، یہاں تک کہ ہجرت پر مجبور کیا جانا اور پھر خود ہی اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی نشانی بن جانا (سورۃ الکہف: 9 تا 22) اور دیگر انبیاء و رسل (علیہم السلام) اور ان کے متبعین کے واقعات اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی تحریک کا پہلا باب دعوت توحید کی پرعزم اور غیر متزلزل جدوجہد پر ہی مشتمل رہا ہے، اور یہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ وقت کے رسولؐ اور اس کے ساتھیوں نے صبر کے ساتھ سختیاں اور مصیبتیں برداشت کیں اور ہلا مارے گئے۔ چنانچہ اس مرحلے میں فتح کا مطلب ہی طاغوت کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتا کیے بغیر عزم اور ہمت کے ساتھ دعوت توحید پر ڈٹے رہنا ہے، کہ نظریات کی جنگ جیتی ہی اسی طرح جاتی ہے۔ اور یہ فتح پہلے عرش پر ہوتی ہے، پھر کہیں جا کر کسی اوس وخزرج میں صلح ہوتی ہے، کسی مدینہ میں تمکن نصیب ہوتا ہے، دشمن کے خلاف کوئی بدر وحنین کے معرکے ہوتے ہیں، کوئی مکہ، روم و فارس فتح ہوتے ہیں۔ غرض کہ اس مرحلے پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل سے دنیاوی اسباب مؤمنین کے تابع ہو جاتے ہیں۔ دین کا کام کرنے والوں میں اس بارے میں کافی اختلافات ہیں کہ آخر تحریکوں میں مدنی دور کب شروع کرنا چاہیے، یا دوسرے الفاظ میں اقدام، اور دشمنوں سے قتال کا مرحلہ کب شروع کیا جائے؟ اس ضمن میں دیگر حکمتوں کو اپنی جگہ مسلم سمجھتے ہوئے مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ دور اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ عزم و ہمت کے ساتھ جاری توحید کی منظم اور پرعزم دعوت میں وہ مقام نہ آ جائے کہ اہل ایمان بالکل بے بس ہو جائیں، یہاں تک کہ ہجرت پر مجبور کر دیے جائیں اور پھر اس بے بسی میں اللہ سے مدد کی التجا کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ رہ جائے۔ اس نتیجے میں چاہے سارے شہید ہی کیوں نہ کر دیے جائیں، اللہ کے نزدیک سرخرو ہوں گے (ان شاء اللہ)۔

پھر واقعہ یہ ہے کہ نظریہ کی خاطر دی ہوئی قربانیاں بشرطیکہ اس امر میں کسی قسم کا سمجھوتا نہ کیا گیا ہو، اس دنیا میں بھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ بقول سید قطب شہیدؒ:

”یقیناً ہمارے الفاظ اس وقت تک مردہ، بے جان، کسی قسم کے جوش و جذبے سے محروم رہتے ہیں جب تک کہ ہم ان الفاظ کے لئے اپنی جان قربان نہ کر دیں۔ جس کے نتیجے میں یہ یکایک زندہ ہو جاتے

وقتی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے وقت کے طاغوت سے کسی قسم کا سمجھوتا کرنا اپنی اور دین کا کام کرنے والوں کی اخلاقی حیثیت مجروح کرنے اور انبیاء و رسل کے طریقے سے انحراف کرنے کے مترادف ہے

ہیں اور پھر یہی الفاظ مردہ دلوں کو بھی زندگی بخشنے کا موجب بنتے ہیں۔" (معالم فی الطریق)

شیخ حسن البناؒ کی شہادت کے بعد جب الاخوان المسلمون کی قیادت نے حالات کے جبر سے تنگ آکر اپنے موقف میں کچھ نرمی لانے کا فیصلہ کیا تو سید قطبؒ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اپنے موقف سے نہ ہٹے، جس پر انہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ یہاں تک کہ ان کو پھانسی کی سزا بھی سنا دی گئی۔ اس دوران حکومت وقت نے ان کو اپنے موقف سے ہٹنے اور الاخوان المسلمون کے خلاف بیان دینے کے بدلے میں رہائی اور حکومت میں من پسند اعلیٰ منصب جیسی پرکشش مراعات بھی پیش کیں لیکن اس سب کے جواب میں انہوں نے تختہ دار کو بخوشی قبول کر لیا۔ اپنے نظریہ پر اس عزم و استقلال کا ہی نتیجہ ہے کہ آج نصف صدی گزرنے کے بعد بھی ان کے افکار و نظریات زندہ ہیں، اور آج ان کی شخصیت اور نظریات سے اہل مغرب سب سے زیادہ خائف ہیں، کہ ان کے نزدیک عرب مجاہدین کی زیادہ تعداد انہی کے نظریات سے متاثر ہے۔

تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جب باہمت اشخاص نے اپنے نظریات کے لئے قربانیاں دیں یہاں تک کہ ان کے لئے جان تک کی پروا نہ کی۔ تو چاہے یہ لوگ اپنی زندگیوں میں کامیابی نہ دیکھ سکے، آنے والے ادوار میں ان کے نظریات نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ کارل مارکس کی مثال تو کچھ زیادہ پرانی نہیں جس نے اپنے نظریہ کے لئے بیشتر زندگی جلاوطنی اور غربت میں گزاری۔ اس کی خاطر اس نے اپنی اولاد کی بھی پروا نہ کی اور سات میں سے چار بچے بھوک و افلاس کی نظر ہو گئے۔ لیکن اس کو اپنی زندگی میں کوئی کامیابی نہیں ملی۔ آخر اس نظریے کو زندہ کیا تو میلوں دور روس کے ایک وکیل لینن نے جہاں کارل مارکس اپنی زندگی میں کبھی نہیں گیا۔ یہی حال گولڈن ٹیمپل اور لال مسجد کا ہے کہ جب کسی قسم کے سمجھوتے کے بغیر قربانیاں دی گئیں تو ان کے اثرات سے ایک بڑا علاقہ متاثر ہوا۔ غرضیکہ نظریات چاہے کوئی بھی ہوں، اگر ان کے لیے قربانیاں دی جائیں تو وہ زندہ ہو جاتے ہیں اور اگر جان ہی دے دی جائے تو پھر وہ دنیا کے ایک بڑے حصے میں تبدیلی لانے کی اہلیت حاصل کر لیتے ہیں۔ تو کیا خیال ہے، اگر توحید کے لیے قربانیاں اور جانیں دی جائیں گی تو یہ نظریہ تبدیلی نہ لائے گا؟ جبکہ مذکورہ بالا نظریات کے مقابلے میں یہ کہیں زیادہ طاقتور، اخلاقی لحاظ سے بلند تر اور عقلی لحاظ سے مضبوط تر نظریہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ دین کا کام کرنے والوں کو سب سے پہلے نظریہ توحید کے ہمہ گیر تصور کو سمجھنا اور اس حقیقت کا ادراک کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات میں کسی ایک کا بھی انکار کرنا بدترین شرک ہے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ یہ انکار صریح الفاظ میں کیا جائے بلکہ یہ کسی ایسے نظریہ یا تصور کو تسلیم کرنے سے بھی ہو جاتا ہے جس سے توحید کے کسی بھی حصہ کا انکار ہوتا ہو۔ پھر ان کو چاہیے کہ وہ اسلام کے ہمہ گیر نظریہ توحید کو کسی قسم کی مخالفت کی پروا کیے بغیر عام کریں۔ اس راہ میں مشکلات، پریشانیاں، بھوک، خوف، مال و جان کی قربانی اور ثمرات کا ضیاع جیسے معاملات کا سامنا کرنا ایک مسلم حقیقت ہے۔ باطل اور طاغوت نے نہ پہلے کبھی نظریہ توحید کو تسلیم کیا نہ اب کریں گے اور دین حق کی آواز لگانے والوں کے وہ جیسے کل دشمن تھے آج بھی ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں سابقہ انبیاء و رسل (علیہم السلام) اور حضرت محمد ﷺ کی سیرتوں سے ہی راہنمائی لینا ہو گی جنہوں نے عزم و ہمت اور صبر و استقلال کی عظیم داستانیں رقم کیں۔ اور اس کٹھن کام میں اللہ ہی سے صبر و استقامت کی دعا کرنی ہو گی کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ سے بھی یہی فرمایا کہ آپ صبر کریں۔

ہمیں یہاں سوچنا ہے کہ آیا ہمارے لیے اپنی جماعتوں کی زیادہ اہمیت ہے یا اللہ کی رضا کی؟ جماعتوں کی تشکیل یقیناً ایک کٹھن اور صبر آزما امر ہے اور یہ روز روز تشکیل نہیں دی جا سکتیں۔ سینکڑوں ذی ہمت اشخاص کی شب و روز مشقت صرف ہوتی ہے تو کہیں جا کر یہ وجود میں آتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کی اہمیت اللہ کی رضا کے مقابلے میں ذرہ برابر بھی نہیں۔ تو پھر اس کام میں جو سراسر اللہ کی رضا کے لیے کیا جا رہا ہو، کسی قسم کا سمجھوتا کیوں کیا جائے؟

تحریک دین کا پہلا مرحلہ ہمیشہ سے دعوتِ توحید کی منظم، پرعزم اور غیر متزلزل جدوجہد پر مشتمل رہا ہے۔ یہ مرحلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک اللہ کا قانون نصرت حرکت میں نہ آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴾ (سورۃ البقرہ)

"پھر کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا، حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے، حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ ہاں اللہ کی مدد قریب ہے"۔

جب تک کہ اس کام میں وہ مرحلہ نہیں آجاتا کہ داعیان دین ایک منظم جماعت کی صورت میں تمام ممکنہ وسائل استعمال کرتے ہوئے اپنی قوم پر ہر لحاظ سے اتمام حجت نہ کر دیں۔ اس کے نتیجے میں طاغوت کی شدید مخالفت پر صبر و استقلال سے ڈٹے رہیں یہاں تک کہ ہلا نہ مارے جائیں، اور اس بے بسی میں "متی نصر اللہ" کی صدا لگانے پر مجبور نہ ہو جائیں، اس وقت تک باطل و طاغوت سے تصادم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اللہ کی مدد شامل حال ہو سکتی ہے۔ ہر دور کے شرک کو سمجھ کر اس پر توحید کی ضرب لگانا ہی دین کا کام کرنے والوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں وقتی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے وقت کے طاغوت سے کسی قسم کا سمجھوتا کرنا اپنی اور دین کا کام کرنے والوں کی اخلاقی حیثیت مجروح کرنے، انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے طریقے سے انحراف کرنے، دین اسلام کے ساتھ غداری کرنے اور دنیاوی متاع کو اللہ کی رضا پر فوقیت دینے کے مترادف ہے۔ رہے وہ علاقے جہاں استعماری قوتیں قابض ہیں، مسلمانوں کی اولین ذمہ داری، جو امت میں متفق علیہ ہے، ان کے خلاف جہاد و قتال کرنا ہی ہے۔ لیکن یہ بات ضرور ملحوظ خاطر رہے کہ ان کا مطالبہ ان طاقتوں کے انخلاء کا ہی نہیں ہونا چاہیے۔ منتقلی اقتدار کے ضمن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بالادستی سے کم کسی بھی فارمولے کو تسلیم کرتے ہوئے طاغوت سے معاہدہ کرنا قربانیوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ دین اسلام کو آج پھر ایسے اولوالعزم اور صابر داعیان حق کی ضرورت ہے جو کسی قسم کی مخالفت کی پروا کیے بغیر ثابت قدمی کے ساتھ اس نظریہ پر ڈٹ جائیں چاہے اس کے لیے ان کو سب کچھ ہی قربان کرنا پڑے۔ یہ واحد راستہ ہے جس سے جاہلیت قدیم و جدید کو شکست دی جا سکتی ہے اور اللہ کی حاکمیت کو اس دنیا میں ایک دفعہ پھر نافذ کیا جا سکتا ہے۔

یہ دور اپنے براہیمؑ کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

> طالبان نے باہم متصادم گروہوں کو غیر مسلح کرنے کے علاوہ عصمت دری، لوٹ مار، ڈکیتی اور قتل وغارت جیسے جرائم کا کامیابی کے ساتھ خاتمہ کردیا تھا۔ پھر

طالبان حکومت کو تسلیم کیوں نہیں کیا گیا؟

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد نعیم

میڈیا نے طالبان کو خوفناک وحشیوں کی حیثیت سے ظاہر کرنے کی شیطانی حرکت جاری رکھی، جبکہ طالبان کے پاس اپنی پوزیشن کو مؤثر طریقے سے واضح کرنے کے لیے کوئی ذریعہ ابلاغ نہیں تھا۔ جن لوگوں کو افغانستان کی حالیہ تاریخ اور زمینی حقائق کے متعلق معلومات حاصل تھیں وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ طالبان جن قوتوں سے روز اول سے برسرِ پیکار ہیں یا وہ جو افغانستان پر قبضہ کیے ہوئے ہیں وہ کن کن وحشتناک جرائم کے مرتکب ہوچکی ہیں۔

یہ بات جاننے کی ہے کہ سوویت یونین کی واپسی کے بعد بیرونی پشت پناہی میں کئی سالوں پر محیط باہمی جنگ وجدل نے افغان معاشرہ کو کس مقام پر پہنچایا تھا۔ افغانیوں کو ایسی حالت میں چھوڑا گیا تھا کہ ان کا تمام انفراسٹرکچر تباہ ہوچکا تھا اور انسانی ضروریات کا کوئی سامان انھیں میسر نہ تھا، جس سے بحالی یقینی ہوسکے۔ طالبان پر اسامہ کو جسے "دہشت گرد" قرار دیا گیا تھا پناہ دینے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اگر اسامہ دہشت گرد ہے تو پھر یقیناً وہ تمام مجاہدین بھی اسی قبیل کے دہشت گرد تھے جو امریکی مدد کے ساتھ سوویت یونین کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ اُسامہ اور اُن مجاہدین میں فرق کیا ہے؟ وہ مجاہدین افغانستان سے سوویت یونین کی فوجوں کا انخلا چاہتے تھے اور اسامہ بن لادن سعودی عرب سے امریکی افواج کے انخلا کا مطالبہ کر رہا تھا۔

جب افغانستان میں یہ تمام اسامے (یعنی مجاہدین) جنہیں امریکی سی آئی اے نے تین بلین ڈالر کے اسلحہ سے مسلح کیا تھا آپس میں ملک پر قبضہ جمانے کے خاطر گتھم گتھا ہوگئے تو امریکہ خاموشی کے ساتھ کنارے ہوکر ملک کے ٹکڑے ہونے کا تماشہ دیکھنے لگا۔ بھوک اور قلتِ خوراک کا دور دورہ تھا۔ جنگ کی وجہ سے عام شہریوں کی اموات بڑھ گئیں، کیونکہ علاج معالجہ کی کوئی سہولیات موجود نہ تھیں۔ بارودی سرنگوں کی بہتات کی وجہ سے معذور اور کٹے ہوئے اعضاء والے بچے عام نظر آتے تھے۔ گلی کوچوں میں سڑنے والی لاوارث لاشیں اس بات کی شہادت دے رہی تھیں کہ بیرونی پشت پناہی میں برپا خانہ جنگی کے دوران افغانی کس خوفناک صورت حال سے دوچار کردیے گئے ہیں۔

بدقسمتی یہ ہے کہ چند روزہ حکومتیں جنہیں کابل کے اندر بھی چند محلوں ہی پر بمشکل کنٹرول حاصل ہوتا تھا وہ تو اقوام متحدہ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے حلیفوں کو قابل قبول تھیں، مگر طالبان جن کو طاقت حاصل کرنے کے لیے ابتداءً امریکہ کی پوری حمایت حاصل تھی اور جو افغانستان کے 95% حصہ پر کنٹرول رکھتے تھے، اب کسی صورت امریکہ کے لیے قابل قبول نہ تھے۔ دوسری طرف اقوام متحدہ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے حامد کرزئی کو تسلیم کیا ہے جسے صرف کابل شہر کے بھی 95% حصہ پر کنٹرول حاصل نہیں۔

> عجیب بات ہے کہ چند روزہ حکومتیں جنہیں کابل کے اندر چند محلوں پر ہی بمشکل کنٹرول حاصل ہوتا تھا وہ تو اقوام متحدہ اور امریکہ کو قابل قبول تھیں، مگر طالبان جو افغانستان کے 95% حصہ پر کنٹرول رکھتے تھے، کسی صورت امریکہ کے لیے قابل قبول نہ تھے

طالبان سے پہلے افغانستان پر لاقانونیت کی حکمرانی تھی۔ مختلف ٹولیوں میں منقسم بدمعاش گھروں کو لوٹتے، قتل کرتے اور لوگوں کو مارتے اور اذیتیں دیتے تھے۔ گینگ ریپ کے واقعات عام تھے۔ خود ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی تصدیق کی ہے کہ "ان گروہوں کے لیڈر عصمت دری جیسے جرم سے اس بنا پر چشم پوشی کرتے تھے کہ ایک تو اس سے "مفتوح" آبادی پر دہشت گردی کا رعب بیٹھتا ہے اور دوسرے یہ "سپاہیوں" کے لیے ایک قسم کا انعام بھی ہے۔" ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ کابل میں 1994ء کے اوائل میں ایک بیوہ عورت اپنے تین بچوں کو گھر چھوڑ کر کھانے کی تلاش میں نکلی۔ دو سپاہیوں نے اسے باہر گلی سے اغوا کر کے اپنی پناہ گاہ میں پہنچایا، جہاں 22 آدمی تین دن تک اس کی عصمت دری کرتے رہے۔ جب وہ گھر واپس ہوئی تو اسے اپنے تین بچے Hypothermia (بدن کا ٹمپریچر نارمل سے گرجانا) کی وجہ سے مرے ہوئے ملے۔

قبل از طالبانی دور کے اِن سنگین جرائم اور خوفناک حالات سے عالمی چشم پوشی سے بھی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت امریکہ، اس کے اتحادیوں اور حقوق انسانی کے کارکنوں کے لیے یہ سب کچھ مکمل طور پر قابل قبول تھا۔ کسی نے بھی کابل میں براجمان اس وقت کی حکومتِ کابل کے خلاف کسی قسم کی پابندی لگانے کا مطالبہ نہیں کیا۔ مزید یہ کہ انٹرفیتھ (Interfaith) یا اقوام متحدہ کے کسی اور ادارے نے پاکستان کو افغانستان کی صورت حال پر کسی بھی لاحق خطرہ سے خبردار نہیں کیا۔

باہم متصادم گروہوں کو غیر مسلح کرنے کے علاوہ طالبان نے عصمت دری، لوٹ مار، ڈکیتی اور قتل وغارت جیسے جرائم کا کامیابی کے ساتھ خاتمہ کردیا تھا۔ طالبان نے یہ کرشمہ شریعت کے نفاذ کے ذریعے کر کے دکھایا، جس حد تک شریعت وہ سمجھتے تھے اور جس قدر وہ اس کی تنفیذ کرسکتے تھے۔ طالبان نے لوگوں کو بھوک سے تحفظ دینے کی خاطر بنیادی خوراک کی ضروریات کے نرخوں کو مؤثر طریقے پر کنٹرول کیا۔ طالبان کا پڑوسی ملک پاکستان اتنی بھاری بیوروکریسی کے ہوتے ہوئے بھی یہ کام 58 سالوں میں نہ کرسکا۔ سب سے بڑی بات افغانستان میں قانون کی حکمرانی کا قیام تھا، جو ایک بڑا کرشمہ تھا، جسے

نہ امریکہ اور یورپ اور نہ ہی اقوام متحدہ بحال کر سکے تھے۔ اس کا ثبوت موجودہ امریکی تسلط سے پیدا شدہ خراب صورت حال اور بعد از طالبان غیر مختتم افراتفری سے ملتا ہے۔ افسوس کہ ان تمام کے حقائق کے باجود امریکہ اور اس کے اتحادی طالبان کو کسی قسم کا کریڈٹ دینے اور ان کو تسلیم کرنے کے روادار نہیں۔

اگر طالبان کو اپنی خواتین کو برقعہ نہ پہننے اور اپنے مردوں کو داڑھی نہ رکھنے پر سزا دینے کا حق نہیں تھا تو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو بھی ایسا کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ انھیں برقعہ پہننے اور داڑھی رکھنے پر سزا دیں۔ افغان لوگوں کے چہروں سے داڑھی صاف کرنے اور برقعہ کو ہٹانے سے کہیں زیادہ اور باتوں کی ضرورت تھی۔ جہاں تک پردہ کا تعلق ہے تو کابل شہر میں تو یقیناً عورتوں کی ایک بڑی اکثریت مغربی لباس پہننا اختیار کر چکی تھی، لیکن بیرون کابل خواتین اسی لباس کو پہننا پسند کرتی تھیں جو وہ مدتوں سے پہنتی آئی ہیں اور یہ لباس جسم، چہرہ اور بالوں کے لیے ساتر لباس تھا۔ یہ صورت حال ان تصاویر سے صاف عیاں ہے جو طالبان کی ''غلامی'' سے ''آزادی'' کے چار سال پورے ہونے پر افغانستان سے باہر آ رہی ہیں۔

برقعہ اور داڑھی کے خلاف ہرزہ سرائی کے برعکس وقت کا تقاضا تھا کہ اس حکومت کو تسلیم کیا جاتا جس نے جنگ سے تباہ حال ملک کو استحکام بخشا۔ ضرورت تھی کہ اقوام متحدہ کا ادارہ برائے ترقیات (UNDP) اور دوسری امدادی تنظیم (Donars) کھل کر طالبان حکومت کی مدد کے لیے آگے آتے، تاکہ افغانیوں کی صلاحیتوں کو بروئے لاکر ان کی غربت ختم کرنے اور ان کو اپنے پاؤں کھڑا کرنے میں مددگار بن جاتے۔ یہ بات اہمیت کی حامل تھی کہ ان قوتوں سے آگاہی حاصل کی جاتی جو حقوق کے ایشوز کی آڑ میں اپنے سیاسی مقاصد کو آگے بڑھانا چاہتی تھیں۔ دُنیا کو اس وقت دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ پہلا یہ کہ طالبان حکومت کو تسلیم کر کے اس کو مستحکم بنائے۔ دوسرا یہ کہ طالبان پر پابندیاں (Sanctions) لگا کر ان کی کمر توڑ دے اور اس طرح ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لیے افغانستان پر حملہ آور ہو کر قبضہ جمانے کی راہ ہموار کرے۔ دُنیا نے دوسرے آپشن کا انتخاب کیا اور اس طرح نہ صرف یہ کہ افغانستان کو ایک مکمل انتشار کے حوالہ کر دیا گیا بلکہ عالمی صلیبی استعماری اب یہ منصوبہ بندی کر رہے ہیں کہ یکے بعد دیگر مسلمان ممالک پر حملہ آور ہو کر قابض ہوا جائے۔ (جاری ہے)

میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

کالم کے عنوان کو دیکھتے ہی آپ یہ سمجھیں گے کہ میں شاید منافقوں، راشیوں، زانیوں، چوروں، قاتلوں وغیرہ کے بارے میں بات چیت کروں گا اور پھر گھوم پھر کر ملک و قوم دشمن عناصر کی نشاندہی کروں گا۔ نہیں، میرا مقصد آج ہرگز ان لوگوں کے بارے میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں ہے۔ میں آج آپ کو ایک نہایت اہم، عبرت انگیز واقعہ سنانا چاہتا ہوں، جس کی جانب میری توجہ میرے عزیز دوست، یونیورسٹی آف بحرین کے سول انجینئرنگ اور آرکیٹکچر کے شعبہ میں تعلیم دینے والے پروفیسر ڈاکٹر شمس الحق علوی نے دلائی ہے۔

ہم کو علم ہے (یا ہونا چاہئے) کہ اسلام میں چار جید امام گزرے ہیں جن کی فقہ کی پیروی کرنے والے کروڑوں مسلمان ہیں۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ ہیں۔ شیعہ حضرات کی اکثریت عموماً امام جعفر صادقؒ کی پیروکار ہے۔ آپ کو بتاتا چلوں کہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ تھے اور ان کے شاگرد امام شافعیؒ تھے اور ان کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ تھے۔ امام مالکؒ مدینہ میں مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے اور امام شافعیؒ نے ان سے بھی استفادہ کیا تھا۔ ان چاروں اماموں کی تعلیم کا مقصد فرمان الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و تعلیم پر عمل کرانا تھا۔ یوں یہ سب حضرات اسلامی علوم کی ترویج اور ترقی کے ایک ہی سلسلہ سے وابستہ تھے۔

اب میں اصل واقعے کی طرف آتا ہوں: مشہور محدث اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد رشید شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن نصر مروزی بغدادی (202...294ھ) نے اپنی کتاب ''قیام اللیل'' میں ایک عبرت انگیز قصہ نقل کیا ہے، جس سے اس آیت کے فہم میں مدد ملتی ہے اور سلف کے فہم قرآن اور تدبر قرآن پر روشنی پڑتی ہے۔ جلیل القدر تابعی اور عرب سردار احنف بن قیس ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے یہ آیت پڑھی: ترجمہ: ''ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے، کیا تم نہیں سمجھتے ہو''۔ (الانبیاء:10) وہ چونک پڑے اور کہا کہ ذرا قرآن مجید تو لانا، میں اس میں اپنا تذکرہ تلاش کروں اور دیکھوں کہ میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں اور کن سے مجھے مشابہت ہے؟ انہوں نے قرآن مجید کھولا، کچھ لوگوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا، جن کی تعریف یہ کی گئی تھی (ترجمہ): ''یہ لوگ رات کے تھوڑے حصے میں سوتے تھے اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا ہے''۔ (الذاریات 17 تا 19) مزید ورق گردانی کی تو کچھ اور لوگ نظر آئے، جن کا حال یہ تھا: (ترجمہ) ''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔ (السجدہ:16) اس کے بعد کچھ اور لوگ نظر آئے جن کا حال یہ تھا: (ترجمہ) ''اور (یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں''۔ (الفرقان:64) اور کچھ لوگ نظر آئے، جن کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے: (ترجمہ) ''جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے''۔ (آل عمران:134)

اور کچھ لوگ ملے جن کی حالت یہ تھی: (ترجمہ) ''(اور) دوسروں کو اپنے آپ پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود شدید ضرورت ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص حرص نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہوتے ہیں۔'' (الحشر:9) کچھ اور لوگوں کی زیارت ہوئی جن کے اخلاق یہ تھے، (ترجمہ) ''اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں''۔ (الشوریٰ:37) اس کے بعد جن لوگوں کا تذکرہ ہوا وہ یہ تھے: (ترجمہ) ''اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (الشوریٰ: 38) وہ یہاں پہنچ کر ٹھٹک کر رہ گئے اور کہا، اے اللہ! میں اپنے حال سے واقف ہوں۔ میں ان لوگوں میں نظر نہیں آتا!

پھر انہوں نے ایک دوسرا راستہ لیا، اب ان کو کچھ لوگ نظر آئے، جن کا حال یہ تھا، (ترجمہ) ''ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں؟'' (الصّٰفّٰت :35، 36) پھر ان لوگوں کا سامنا ہوا جن کی حالت یہ تھی، (ترجمہ) ''اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہو جاتے ہیں اور جب اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے چہرے کھل اٹھتے ہیں''۔ (الزمر:45) کچھ اور لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، جن سے جب پوچھا گیا: (ترجمہ) ''تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی''۔ (المدثر:42 تا 47)

یہاں پہنچ کر بھی ابو عبداللہ محمد بن نصر مروزی تھوڑی دیر کے لئے دم بخود کھڑے رہے۔ پھر کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا، اے اللہ! ایسے لوگوں سے تیری پناہ! میں ان لوگوں سے بری ہوں۔ اب وہ قرآن مجید کے صفحات کو الٹ رہے تھے اور اپنا تذکرہ تلاش کر رہے تھے، یہاں تک کہ اس آیت پر جا کر ٹھہر گئے، (ترجمہ) ''اور کچھ لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار کرتے ہیں، انہوں نے اچھے اور برے اعمال کو ملا جلا دیا تھا، قریب ہے کہ اللہ ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے، بے شک اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے''۔ (التوبۃ:102) اس موقع پر ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا، ہاں ہاں! بے شک یہ میرا حال ہے۔

اس واقعے میں ہمارے لئے بہت سے سبق پوشیدہ ہیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ جب ہم احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہوں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم کس طرح کے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے؟ کیا ہم نے اس کلام الٰہی پر اسی ذوق وشوق سے غور وفکر کیا جو ہمارے ان عظیم بزرگان دین کا طریقہ تھا؟ واقعہ یہ ہے کہ ہم اس کتاب کو کبھی کبھار پڑھ تو لیتے ہیں لیکن اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو اس پر صرف نہیں کرتے، نہ پوری توجہ کے ساتھ یہ سمجھ کر اسے دیکھتے ہیں کہ اس میں ہمارے لئے امید کا کیا پیغام ہے۔ ذرا اس نظر سے قرآن کو پڑھنے کی کوشش کریں، پھر دیکھیں کیسے کیسے دروازے علم وحکمت کے ترقی اور عروج کے ہم پر کھلتے چلے جائیں گے۔

آیئے، فرمان الٰہی کے ہی سکھائے ہوئے الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنے رب العالمین سے یہ دعا مانگیں: (ترجمہ) ''اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں (کے اثرات بد) کو ہم سے دور فرما۔ اور ہمیں دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔ اے ہمارے پروردگار، ہمیں وہ چیز عطا کر جس کا تو ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ وعدہ کر چکا ہے اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''
(آل عمران:193، 194)

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ڈیجیٹل ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی جدید اقسام کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکو کارڈیو گرافی، Lungs Function Tests اور OPG (Dental) X-Ray کی سہولیات

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی
تصدیق شدہ ادارہ
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خصوصی پیشکش

کمپلیٹ پیکیج

الٹرا ساؤنڈ (پیٹ)، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph:3 516 39 24, 3 517 00 77 Fax:3 516 21 85
Mob:0300-8400944, 0301-8413933 E-mail:info@alnasarlab.com

امریکہ کا اگلا ہدف

نصرت مرزا

9/11 کے واقعے میں سعودی، قطری اور دیگر عرب ممالک کے افراد شامل قرار دیئے گئے تھے۔ افغانستان سے حملہ کی منصوبہ بندی ہوئی اور امریکیوں کے مطابق پاکستان کے بینکوں کے ذریعہ رقم امریکہ منتقل ہوئی جو اس حملہ میں استعمال ہوئی۔ امریکہ نے انتقاماً افغانستان پر حملہ کر دیا۔ طالبان کی حکومت ختم کی، ان کے عہدیداروں کو جیلوں میں ڈالا پاکستان کو ڈرا کر اپنے ساتھ ملایا اور اس کے ذریعے طالبان کی سزا کا مرحلہ مکمل کیا۔ اس نے افغانستان کی حالت غیر تو کر دی ہے مگر خود بھی معاشی طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ پاکستان کو بھی امریکیوں نے خون سے رنگ دیا، اس کے اندر ایک ایسا نظام وضع کر دیا جو خون پر خون بہاتا رہے گا۔ اس نے پاکستان کو اپنے قبائل کے خلاف آپریشن پر مجبور کیا اور اُس کے بعد بدلے کی آگ میں جلے ہوئے لوگوں نے خود پاکستانی شہروں پر خودکش بمباروں سے یورش کر دی اور پاکستان کے معصوم شہریوں کا خون بہانا شروع کر دیا۔ مزید برآں امریکہ نے ایسی نااہل حکومت مسلط کر دی جس سے نہ حکومت چل پائے گی اور نہ ملک میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہو سکے گی۔ کرپشن کا دیمک لگا کر ملک کو چاٹ جانے کا بندوبست کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے خلاف انڈیا کو مضبوط کر رہا ہے۔ اُس کو ایٹمی طاقت تسلیم کر لیا ہے، اُس کا خطہ میں بڑا کردار متعین کرنے میں لگا ہے، اسے اسٹریٹیجک اتحادی بنا لیا ہے اور ان کے چیف آف آرمی اسٹاف جو ریٹائرڈ ہونے والے ہیں، سے امریکی عزائم کا اظہار یہ کہہ کر کرا دیا ہے کہ انڈیا کی فوج پاک اور چین کے ساتھ بیک وقت لڑ سکتی ہے۔ امریکہ، افغانستان میں انڈیا کا کردار متعین کر رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ انڈیا کو افغانستان میں ایک بڑا کردار ادا کرنے کو کہا جائے گا یوں امریکہ نے افغانستان اور پاکستان سے 9/11 کے حملہ کا بدلہ لے لیا۔ تین ہزار سے اوپر شہریوں کی ہلاکت کے جواب میں اس نے لاکھوں افراد افغانستان اور پاکستان میں مار دیئے یا مروا دیئے اور یوں ایک ڈچ خاتون دانشور کی بات غلط ثابت ہوئی کہ امریکہ کی سرزمین پر صدیوں سے جنگ نہیں ہوئی اس لئے اس کو جنگ کی تباہ کاریوں کا علم نہیں اسی وجہ سے بھی ہیروشیما وناگاساکی پر وہ ایٹم بم سے حملہ کر کے لاکھوں انسانوں کو چند لمحے میں مار دیتا ہے، ویتنام میں جنگ کرتا ہے، دنیا بھر میں اپنی موجودگی اور طاقت کے اظہار کے لئے گڑبڑ کراتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ امریکیوں کو اگر ان کی سرزمین پر جنگ کا سامنا ہو تو اس کو انسانیت کے تقاضے سمجھ میں آ جائیں۔ 9/11 کا واقعہ تو ہوا مگر شاید وہ بھرپور جنگ نہیں کہلائی جا سکتی اور پھر 9/11 کے واقعے پر بھی شبہات ہیں کہ وہ خود امریکہ نے کرائے یا مخالف قوتوں یا القاعدہ نے کرائے ہوں۔ عین ممکن ہے کہ انہوں نے عالمی عزائم کی تکمیل میں القاعدہ کو شہ دی ہو یا موقع فراہم کیا ہوتا کہ امریکی عوام کو ساتھ لے کر دنیا پر بالادستی اور اس پر قبضہ کی مہم جوئی تندہی سے جاری رکھے۔

رینڈ کارپوریشن کے ایک دانشور نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ عراق کے تیل کے کنووں پر قبضہ کرنے کے بعد سعودی عرب کے تیل کے کنووں کو بمباری کر کے تباہ کر دیا جائے جو بعد میں رد کر دی گئی۔ خود ہنری کیسنجر نے اس کی بظاہر تو مخالفت کی کہ اُن کی اپنی کمپنیوں کے مفادات وابستہ تھے پھر پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف جو اس وقت امریکی صدر کے قریب ترین دوست تھے، کی مدد حاصل کی گئی اور معافی تلافی کرائی۔ اس کے بعد امریکہ کے فوجی دانشور کرنل پیٹر رالف نے ''خونی سرحدوں'' کے نام سے ایک مضمون لکھا جو پینٹاگون کے ڈیفنس جرنل میں شائع ہوا اور بعد میں کتاب لکھی جس میں پورے مشرق وسطیٰ بشمول پاکستان کی سرحدوں کی تبدیلی کا منصوبہ پیش کیا جس میں پاکستان، ایران اور شام کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تبدیل کرنا اور سعودی عرب کی سرحدوں میں ردوبدل تھا۔ اب انہوں نے ایک اور شکل نکالی ہے یمنی علاقہ میں ایک شیعہ جنگجو قبیلہ سعودی عرب پر حملہ آور ہو گیا ہے اور اس نے سعودی عرب کے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یمنی حکومت امریکہ کی مدد کی طلب گار بھی ہے تاکہ وہاں موجود بقول ان کے القاعدہ کے لوگوں سے مقابلہ کیا جا سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ حوثی قبیلہ سے نمٹنا ہمارا اندرونی معاملہ ہے اور ان کے یمنی علاقے میں سعودی بمباری کی بھی اجازت دیتے ہیں مگر وہ القاعدہ کے لوگوں سے مقابلہ کرنے کے لئے امریکی مدد ضرور چاہتے ہیں۔ اندھے کو کیا چاہئے دو آنکھیں اور حالات پیدا کرنے والے نے اسی لئے تو یہ صورتحال پیدا کی ہے کہ وہ وہاں پہنچ جائیں۔ اب انٹرنیشنل ریڈ کراس سوسائٹی کا کہنا ہے کہ دنیا میں کبھی بھی اتنی خراب صورتحال سے اُن کا واسطہ نہیں پڑا جس سے آج یمنی سول آبادی دوچار ہے۔ امریکہ الزام لگاتا ہے کہ ایران اس شیعہ قبیلہ کی مدد کر رہا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ حوثی قبیلہ 2004ء سے متحرک ہوا اور بغاوت پر آمادہ ہوا۔ اس صورتحال کو جنم دینے کے لئے حوثی قبیلہ کو مسلح کرنے میں امریکہ ملوث نظر آتا ہے اگرچہ امریکی دانشور لکھ رہے ہیں کہ یمن کو پاکستان کی طرح آگ وخون میں نہ نہلایا جائے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، جو خون بہہ رہا ہے، جو آپریشن اور اس کا ردعمل ہو رہا ہے وہ سب امریکہ کا کیا دھرا ہے۔ ایک طرف ایرانی اور سعودیوں کے درمیان خلیج بڑھائی جا رہی ہے اور ایران کے ایٹمی پروگرام سے ڈرایا جا رہا ہے تو دوسری طرف حوثی قبیلہ کی مدد کا الزام بھی ایران پر لگایا جا رہا ہے۔ ایرانی الزام لگا رہے ہیں کہ ان کے ایک ایٹمی سائنسدان کو دوران عمرہ اغوا کیا گیا اور دوسرے کو سائیکل بم سے تہران میں مار دیا گیا۔ المختصر شیطان کام کر رہا ہے، مسلمان تختۂ مشق ہیں۔ صلیبی جنگ برپا ہے، مسلمانوں کا خون بے دریغ بہہ رہا ہے اور مسلمان ممالک مل کر بیٹھتے نہیں ہیں، مل کر سوچتے نہیں ہیں۔ عربوں کو ناز ہے کہ اُن کے پاس دولت ہے۔ وہ دولت امریکہ کو دے دیتے ہیں بلکہ امریکہ کے بینکوں میں ہی اپنی دولت محفوظ سمجھتے ہیں مگر وہ سائنس کے میدان میں ترقی کیلئے خرچ کرنے کے لیے دستیاب نہیں۔ وہ پاکستان کے ساتھ مل کر ایک پوزیشن لینے کو تیار نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مشترکہ جنگ ہے اس کو مل کر دانشمندی سے اس طرح لڑنا چاہئے کہ مست ہاتھی کو راستے میں مسلمانوں کی متحدہ دیوار نظر آئے تو اس کا رُخ کسی اور طرف مڑ جائے۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام تنظیم کا تعارفی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام 3 جنوری 2010ء کو تنظیم کے تعارفی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز دن 11 بجے ہوا۔ سب سے پہلے ناظم حلقہ نے تنظیم اسلامی کا اجمالی تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد تنظیم کے امیر، حافظ عاکف سعید صاحب کا تعارف کرایا گیا۔ بعد ازاں کرنل عاشق حسین نے بڑی تفصیل سے بانی تنظیم محترم ڈاکٹر صاحب کا تعارف کروایا۔ ناظم حلقہ نے جماعتی زندگی میں بیعت کی اہمیت، فرائض دینی کا جامع تصور اور تنظیم کے ڈھانچے کے بارے میں رفقاء کو آگاہ کیا۔ انہوں نے مبتدی رفقاء کو ترغیب دلائی کہ تنظیم کے ڈھانچے کو سمجھنے کے لیے جلد از جلد تربیت گاہ میں شرکت کریں۔ اس کے بعد راقم الحروف نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف بیان کیے، اور رفقاء کو اُن کی تنظیمی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ ساڑھے بارہ بجے کھانے کا وقفہ ہوا جس کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد امریکی جارحیت اور منکرات کے خلاف گوجرانوالہ لاری اڈہ کے سامنے مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے ناظم حلقہ نے منکرات کے خلاف آواز بلند کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے ملک میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت اور قبائلی علاقوں میں امریکی جارحیت کو ملکی خودمختاری پر حملہ قرار دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ امریکی اتحاد سے فی الفور علیحدگی اختیار کرے۔ اختتامی دعا کے بعد رفقاء اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(رپورٹ: حافظ محمد عاصم قاسمی)

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام ڈرون حملوں کے خلاف ریلی

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کی جانب سے امریکہ کی ملک میں مداخلت اور ڈرون حملوں کے خلاف ریلی نکالی گئی اور پریس کلب کوئٹہ کے سامنے خاموش مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے کی قیادت مقامی امیر ندیم احمد نے کی۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر نعرے درج تھے۔ اس موقع پر مظاہرین کا کہنا تھا کہ امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ پاکستان کی امریکا دوستی ملک کے لیے نہایت ہلاکت خیز ثابت ہو رہی ہے۔ 1971ء میں پاکستان کو دولخت کرنے میں بھی امریکا نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کا انکشاف خود امریکی وزیر خارجہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 1979ء میں جہاد افغانستان کے لیے امریکا نے دنیا بھر میں اسلام اور جہاد کے حوالے سے صدا لگائی، مجاہدین کو جمع کیا۔ انہیں سرمایہ اور اسلحہ فراہم کیا اور پاکستان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا لیکن مقصد حاصل کرنے کے بعد امریکہ نے لاتعلقی کر لی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ امریکہ قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے بند کرے۔

حلقہ کراچی جنوبی کا ماہانہ تربیتی و دعوتی اجتماع

17 جنوری 2010 گلستان انیس کلب کراچی میں حلقہ کراچی جنوبی کا تربیتی و دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ یہ پروگرام صبح ساڑھے آٹھ بجے سے دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں سب سے پہلے ڈاکٹر محمد الیاس نے منتخب نصاب نمبر 2 کے درس 5 کو تفصیلاً رفقاء کو ذہن نشین کروایا اور غلبہ دین کے لیے قائم کی ہونے والی جماعت کی اساس بیعت سمع وطاعت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد امیر حلقہ جناب نوید احمد نے بانی محترم کی اہم تحریر "قرآن حکیم اور جہاد فی سبیل اللہ" کا مطالعہ کروایا۔ حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے اس تحریر کو خصوصی طور پر کتابی شکل میں شائع کروایا گیا ہے۔

ساڑھے دس تا گیارہ بجے وقفہ ہوا۔ اس دوران رفقاء کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد سوسائٹی تنظیم کے نوجوان مدرس اور ناظم تربیت جناب فہد یونس نے "ہمارا سب سے بڑا مسئلہ: اُخروی نجات" کے موضوع پر یاددہانی کی ذمہ داری احسن طریقے سے انجام دی۔ ساڑھے گیارہ بجے امیر حلقہ جناب نوید احمد نے اس پروگرام کے خصوصی موضوع "امن کی آشا: قرآن و حدیث کی روشنی میں" پر نہایت فکر انگیز بیان کے ذریعے ہمارے باطنی اور ظاہری امن کے باہمی تعلق اور معاشرے کی ہر سطح پر قیامِ امن سے متعلق مستند حوالوں سے عملی پہلو سامنے رکھے۔ جناب نوید احمد کے اس بیان کا مرکزی خیال بانی محترم کی تحریر "قرآن اور امن عالم" سے ماخوذ تھا۔

پروگرام کے آخر میں انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر جناب اعجاز لطیف نے اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں "دعا کی اہمیت اور آداب" کے موضوع پر گفتگو کی اور ماہِ صفر کے حوالے سے مغالطوں اور ان کے ازالے کا ذکر کیا۔

دوپہر تقریباً ایک بجے اختتامی دعا کے ساتھ یہ محفل برخاست ہوئی۔ اس پروگرام میں تقریباً 300 رفقاء و احباب شریک۔

عارف والا میں منعقدہ سہ ماہی تربیت گاہ کی روداد

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام 17 جنوری 2010ء بروز اتوار دار ارقم گرلز اکیڈمی، عارف والا میں ایک سہ ماہی تربیت گاہ کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز صبح دس بجے پروفیسر ممتاز احمد کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد شیڈول کے مطابق بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی ویڈیو سی ڈی جس کا موضوع خدمتِ خلق کا قرآنی تصور تھا، دکھائی جانی تھی، لیکن بجلی نہ ہونے کے باعث اس کو مؤخر کر دیا گیا۔ پروفیسر ممتاز احمد نے درس حدیث دیا۔ درس حدیث کے بعد بانی تنظیم اسلامی کے درس محترم کی سی ڈی چلائی گئی۔ بعد ازاں حلقہ پنجاب شرقی کے شعلہ بیان مقرر ڈاکٹر محمد محسن نے "انفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم، فضیلت اور اہمیت" پر مفصل گفتگو کی۔ 12 بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ چائے کے وقفے میں شرکاء نے باہمی تعارف بھی کرایا۔

ساڑھے بارہ بجے اس پروگرام کی تیسری نشست کا آغاز ہوا، جس میں انجینئر محمد علی نے تنظیم کے اجتماع عام 2008 کے موقع پر ہونے والے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے اختتامی خطاب پر مذاکرہ کروایا۔ تمام سامعین نے اس مذاکرے کو بہت پسند کیا اور آئندہ بھی ایسے مذاکروں کو تربیت گاہوں میں شامل کرنے پر زور دیا۔ انجینئر صاحب شدید دھند اور سردی میں تین اور رفقاء کے ساتھ اوکاڑہ سے یہاں آئے تھے۔ اللہ رب العزت ان کا یہ سفر اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ 1:20 پر نماز کا وقفہ ہوا۔ 1:50 پر دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا، تو محمد فیاض نے جو چند دن پہلے تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے، "استقامت صحابہؓ" کے موضوع پر انتہائی پرتاثیر بیان کیا۔ اڑھائی بجے کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کا اہتمام ملک لیاقت علی کی جانب سے کیا گیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے اس انفاق کو قبول فرمائے۔

تین بجے شرکاء و پروگرام چوتھی اور آخری نشست کے لیے جمع ہوئے۔ امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے رفقاء سے تربیت گاہ کے بارے میں تجاویز اور تاثرات حاصل کیے۔ آخر میں عبداللہ سلیم نے جو گزشتہ ماہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے واپس لوٹے، حج بیت اللہ کے دوران اپنے مشاہدات اور تجربات بیان کیے۔

یہ پروگرام صبح 10 بجے سے پونے چار بجے تک جاری رہا۔ پروگرام میں 29 رفقاء اور 4 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لیے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: عابد حسین)

ڈرون حملوں کے خلاف حلقہ لاہور کا مظاہرہ اور واک

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں جس تواتر اور تسلسل کے ساتھ امریکی ڈرون حملے کر رہے ہیں، یہ پوری قوم کے لیے حد درجہ تشویشناک ہے۔ امریکی جارحیت کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور نے 21 جنوری 2010ء بروز جمعرات ایک مظاہرہ کا اہتمام کیا۔ تنظیم کی طرف سے دی گئی ہدایت کے مطابق حلقہ لاہور کے رفقاء بوقت عصر مسجد شہداء مال روڈ میں پہنچے، اور نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد رفقاء مسجد کے باہر ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈز لئے دو رویہ قطاروں میں کھڑے ہوگئے۔ کچھ دیر بعد فیصل چوک کی طرف روانگی ہوئی۔

شرکاء کے ساتھ ساتھ ایک گاڑی میں لاؤڈ سپیکر پر بینرز اور پلے کارڈز کی عبارتیں پڑھی جارہی تھیں، اور ساتھ ساتھ لوگوں کو اس واک اور مظاہرہ میں شرکت کی دعوت بھی دی جارہی تھی۔ امیر حلقہ کی قیادت میں رفقاء واک کرتے ہوئے فیصل چوک میں پہنچے اور چوک کے چاروں طرف پُر وقار انداز میں کھڑے ہوگئے۔ شرکاء نے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے، جن پر حسب ذیل عبارتیں درج تھیں:

1- ڈرون حملے روکو یا حکومت چھوڑو

2- ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے کیا مسلمان نہیں؟--- کیا پاکستانی نہیں؟--- کیا انسان نہیں؟

3- امریکی ڈالروں کے بدلے اپنے بے گناہ شہریوں کا خون بہانا ملک و قوم سے غداری ہے۔

فیصل چوک پہنچ کر شرکاء سے قائدین نے خطاب کیا۔ حافظ محمد وقاص نے سورۃ انفال کی آیات تلاوت کیں اور ترجمہ بیان کیا، جن کا مفہوم یہ تھا کہ مسلمانو جنگ کے لئے اپنے گھوڑے تیار رکھو، تاکہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کو اس سے ڈرائے۔ تجمل حسن میر کہہ رہے تھے کہ اب تک امریکی ڈرون حملوں میں تین ہزار سے زائد افراد جاں بحق ہوچکے ہیں۔ میڈیا میں جب امریکی نمائندوں سے ان حملوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ حملے حکومت پاکستان کی رضامندی کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔ پاکستان کے سیاستدان منافقت کرتے ہیں کہ اپنے عوام سے کچھ کہتے ہیں اور ہمارے سامنے کچھ اور کہتے ہیں۔ اس کے بعد امیر حلقہ محمد جہانگیر نے امیر تنظیم اسلامی کے صدر زرداری کے نام کھلے خط میں سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ عبدالرشید رحمانی کی دعا پر یہ مظاہرہ ختم ہوا۔ میڈیا کے نمائندوں نے اس پروگرام کی بھرپور کوریج کی۔ رفقاء نے واپس مسجد شہداء پہنچ کر نماز مغرب ادا کی۔ (مرتب: محمد یونس)

فیصل آباد کے کتاب میلہ میں حلقہ فیصل آباد کا بک سٹال

تنظیم اسلامی کی انقلابی فکر کی اساس دعوت رجوع الی القرآن ہے۔ انجمن خدام القرآن کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اسی مقصد کے لیے مختلف دعوتی پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے، تاکہ تنظیم کی فکر کو عوام الناس تک پہنچایا جاسکے۔ تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد، مقامی تنظیم فیصل آباد غربی، انجمن خدام القرآن اور قرآن مرکز سمن آباد کے زیر اہتمام پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں منعقدہ 26ویں سالانہ بک فیئر کے موقع پر سٹال لگانے کا اہتمام کیا گیا۔ آخری وقت پر اطلاع ملنے کے باوجود اللہ کا خصوصی فضل رہا کہ ایک نمایاں جگہ سٹال کے لیے میسر آگئی۔ یہ کتاب میلہ 3 دن 19 تا 21 جنوری کو منعقد ہوا۔ تینوں دن سٹال میں لوگوں کی دلچسپی دیدنی تھی۔ منہج انقلاب نبوی ﷺ، بیان القرآن، مسلمان خواتین کی دینی ذمہ داریاں، ہرمجدون اور پاکستان کے وجود کو لاحق خطرات و خدشات وغیرہ کتابوں میں لوگوں نے خصوصی دلچسپی لی۔ لوگوں سے تنظیم کی فکر اور اس کے طریقہ کار کے حوالے سے گفتگو بھی ہوتی رہی۔ اس گفتگو میں کوشش کی گئی کہ لوگوں کے ذہنوں میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور تنظیم کے بارے میں پائے جانے والے مغالطوں کو رفع کیا جاسکے اور انہیں تنظیم اسلامی کی فکر سے روشناس کرایا جاسکے۔ پنجاب میڈیکل کالج کے کچھ پروفیسر حضرات نے بھی تنظیم کی فکر کو بے حد پسند کیا۔ اس موقع پر ایک ساتھی نے بیعت کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اس موقع پر صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی جانب سے سٹال کے لیے کتابیں اور CD's مہیا کی گئیں، جبکہ امیر حلقہ فیصل آباد جناب رشید عمر کی جانب سے تنظیم کی گاڑی کو اس کام کے لیے وقف کیا گیا اور فری لٹریچر بھی مہیا کیا گیا۔ سٹال کی ذمہ داری معتمد فیصل آباد غربی انجینئر فیضان حسن، اسد پرویز اور میاں امجد کی تھی۔ سٹال کے لیے خصوصی کاوش امیر فیصل آباد غربی نعمان اصغر نے کی۔ آخری روز امیر حلقہ رشید عمر اور حکیم محمد سعید بھی رفقاء کی حوصلہ افزائی کے لیے مکتبہ میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

ضرورت رشتہ

☆ ڈیفنس لاہور میں رہائش پذیر کشمیری راٹھور فیملی کو اپنی بیٹی عمر 27 سال، تعلیم آرکیٹکٹ انجینئر، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ ہم پلہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-35743308/0321-4421201

☆ ایک راجپوت فیملی کی 23 سالہ کالج لیکچرار بیٹی کی شادی کے لیے رشتہ درکار ہے۔

والدین رابطہ فرمائیں: فون (11am to 10pm) 0336-4188378

ضرورت خطیب و امام مسجد

انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام الفیصل ٹاؤن (نزد لاہور ایئرپورٹ) میں واقع جامع مسجد الہدیٰ کے لیے امام مسجد رخطیب کی فوری ضرورت ہے۔ درس نظامی اور کم از کم ایف اے تک تعلیم ضروری ہے۔ دروسِ قرآن اور خطابات جمعہ کے سابقہ تجربات کے ساتھ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کی فکر سے ہم آہنگی ضروری ہے۔ رفقائے تنظیم اسلامی کو ترجیح دی جائے گی۔ حالیہ پاسپورٹ سائز فوٹو اور اسناد کے ساتھ رابطہ کریں:

ناظم اعلیٰ: مرکزی انجمن خدام القرآن، 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون 042-35869501-3

As US President Barack Obama announced his surge for Afghanistan, he also called upon Pakistan to launch military operations in Baluchistan. Obama, winner of the Nobel Peace Prize, wants to turn the whole of Pakistan into a war zone. He has threatened to extend drone attacks into Baluchistan as well. The Los Angeles Times reported on December 12 that the US intends to launch drone attacks on the Afghan Taliban Shura's alleged home base in Quetta. Now that would be a real gesture of peace!

When the Pakistan army and American drones kill innocent civilians, it is unrealistic to expect that people will not react. Each killing escalates resentment and stokes the urge to exact revenge, a long-established tradition in that part of the world. Victims have long memories; they do not easily forget their dead no matter how many rhetorical phrases are hurled at them. If for 3,000 American deaths on 9/11, the US can attack two countries and murder more than 1.5 million people, why is it so difficult to understand that other people will feel equally hurt and seek revenge?

The ruling elites in Pakistan should understand that they have aligned themselves with the enemy --- the US government --- against their own people for a fistful of dollars. They are now enemy agents and therefore, legitimate targets for those who have lost loved ones in the ongoing escalating attacks on their villages where they witnessed their children, mothers or wives blown to pieces. It is not and never was Pakistan's war; it is America's war imposed on Pakistan. And it does not help to prattle about an "extremist ideology" driving people to do crazy things; this is the reaction of very normal, ordinary people. It would be highly abnormal if they did not react this way.

Hamid Mir, the Pakistani journalist recounts the story of a young boy lying in a run-down hospital in Waziristan. The boy, who had lost his limbs in a US Drone attack, told Mir that his mother too had died in a similar strike. In her dying moments, she had instructed him to avenge in Islamabad — where the decisions to maim and kill are made --- what was done to her in Bajaur. Years later, his older brother was caught in Islamabad attempting to blow himself up in a high-security area.

The Pakistani elites have embarked on a suicidal policy. Their actions can only invite suicide bombers. They have only themselves to blame. History will render a very harsh verdict because they are actively engaged in destroying Pakistan.

(*Courtesy: Crescent International*)

***

قرآن کا پیغام　خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم　کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالاتِ حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب

کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 1000 روپے ﴿TDK کیسٹ﴾

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کے

ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org

سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

A/67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے

فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241

Email:markaz@tanzeem.org

websit:www.tanzeem.org

Zafar Bangash

US PUSHING PAKISTAN INTO THE ABYSS OF OBLIVION-III

Before the January 8, 2008 national elections were held, Benazir Bhutto was shot dead in Rawalpindi on December 27, 2007. Her death has been engulfed in controversy; few believe the official version that she hit her head on a door handle in the vehicle when she fell down after being hit. There is widespread belief in Pakistan that her husband had a hand in her killing. The street urchin, not fit to be even a doorman, ended up as president of the country and its unfortunate people after Musharraf was forced to resign on August 18, 2008. Musharraf's departure, however, did little to contain the mayhem that was rapidly engulfing the country. More than 100,000 troops were deployed in the tribal area fighting its own people, merely to appease the US.

Attack on Swat

On April 26, 2009, the military attacked Swat. It immediately resulted in more than three million people becoming refugees. In the sweltering heat, people were forced to live in dusty camps in Peshawar, Mardan and Sawabi. There was little or no government help extended to them. Pakistani bureaucrats that had gained notoriety for past corruption were appointed to look after the new refugees referred to as Internally Displaced Persons (IDP), stole donations earmarked for refugees. The Swat operation lasted several months. Massive damage was inflicted on major towns in Swat and the surrounding areas; hundreds of young people were executed in cold blood but leaders of the Taliban, against whom the operation was ostensibly launched, were neither captured nor killed. Some have been apprehended but it is widely believed that they are being sheltered by the regime.

Latest attack on South Waziristan

On October 17, 2009, the military launched a fresh attack on South Waziristan, again under the rubric of extending "government writ". This strange animal is invoked each time the Americans exert pressure on Pakistan to "do more". While the military has continued to bomb villages in South Waziristan turning it into wasteland driving 500,000 people from their homes, car and suicide bombings have escalated in cities like Kohat, Peshawar, Rawalpindi, Islamabad, Lahore and Multan. October was a particularly bad month with attacks on a number of military targets including the General Headquarters in Rawalpindi. A number of brigadiers were also killed in Islamabad.

On December 12, 2009, the Pakistan government announced that it was halting military operations in South Waziristan but attacks against Orakzai Agency had already commenced. Long-range artillery batteries placed in Hangu, the district headquarter bordering Orakzai Agency, are being used to fire at villages like Bagh and other places in the tribal area. An estimated 250,000 people, the overwhelming majority women and children, from Orakzai Agency have been forced to flee and are now living in appalling conditions in refugee camps in Hangu. With the onset of winter that is extremely harsh in that region coupled with lack of proper shelter and heating facilities as well as lack of food, people's suffering will escalate, as will their resentment to seek revenge for the military's barbarous attacks. Pakistani Prime Minister Yusuf Raza Gilani said this would be a 10-12 year war. He is beginning to sound like American officials.

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion

M-1000/D/MU/04-08